میاں طفیل محمد مرحوم کے دستِ راست چودھری رحمت الٰہی صاحب نے بجا فرمایا ہے:
''میاں صاحب شعائر اسلام کے سختی سے پابند تھے، بالخصوص نمازیں پورے خضوع وخشوع سے ادا فرماتے تھے'' (ص ۲۸)۔ اور محترم سید منورحسن کے بقول: ''فریضہ اقامتِ دین، ان کی بابرکت زندگی کا نصب العین اور جلی عنوان بنا۔ انھوں نے نماز کو اپنی زندگی کا امام قرار دیا ہوا تھا...... میاں صاحب ہمیشہ راضی برضا نظر آئے اور صبروتحمل کا کوہِ گراں دیکھے گئے''۔ (ص۲۴-۲۶)

ان دو اقتباسات میں جو نکات نمایاں ہیں، ساری کتاب میں انھی کی تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔(سلیم منصور خالد)

اعتراف (شخصی خاکے)، سعید اکرم۔ ناشر: محمد احمد سعید۔ ملنے کے پتے: الہدیٰ صادق کالونی، سہگل آباد، چکوال۔ فون: ۰۳۴۶-۵۸۲۶۸۴۰۔ کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۲۵۔ قیمت: درج نہیں۔

۲۳ خاکوں کے اس مجموعے کا نام 'اعتراف' معنی خیز ہے۔ سرورق پر 'اعتراف' کے ساتھ 'شخصی خاکے' کی توضیح درج ہے۔ خاکے تو 'شخصی' ہی ہوتے ہیں اور اس لیے بعض اوقات انھیں، 'شخصیہ' اور خاکہ نگاری کو 'شخصیت نگاری' کا نام بھی دیا جاتا ہے مگر سعید اکرم صاحب نے انھیں 'شخصی خاکوں' کا نام اس لیے دیا ہے کہ یہ معروف شخصیتوں، دانش وروں، مشاہیر شعروادب یا اکابر سیاست کے نہیں، بلکہ یہ ان افراد کے خاکے ہیں جن سے خاکہ نگار کو اپنے بچپن، لڑکپن، جوانی اور موجودہ (بڑھاپے) زمانوں میں واسطہ رہا۔ یہ ان کے گاؤں اور ان کے شہر کے مختلف کردار ہیں جن میں سے زیادہ تر اساتذہ ہیں (جن کے سامنے انھوں نے زانوے تلمذتہ کیا یا کچھ ایسے پروفیسر حضرات جو کالجوں میں ان کے رفیقِ کار رہے)۔

سیّد نیاز حسین شاہ (شاہ جی) گاؤں کی مسجد کے خطیب تھے مگر روایتی اماموں اور خطیبوں سے قطعی مختلف۔ عربی اور فارسی کے عالم، مطالعے کے رسیا اور خوش خطی کا ذوق رکھنے والے شگفتہ مزاج شخص تھے۔ ایک صاحبِ حیثیت (میاں بشیر سہگل) نے گاؤں میں سکول کھولا تو شاہ جی عربی فارسی کے استاد مقرر ہوگئے۔ اسی طرح حافظ فیروزالدین (حافظ جی) 'قناعت کی زندگی' کی ایک مثال تھے۔ نرے حافظ جی نہ تھے، اپنے وقت کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی موضوعات پر اعتماد کے ساتھ

بات کرتے اور دینی مسائل میں لوگوں کو اچھی خاصی رہنمائی فراہم کرتے۔ اسی طرح حافظ محمد صادق، اسی طرح پروفیسر چودھری سلطان بخش (پرنسپل) جو ڈسپلن کے معاملے میں ذرا سی رُورعایت کے بھی قائل نہ تھے۔ سخت گیر اور سخت مزاج مگر طلبہ کے حق میں بہت شفیق۔ بہت انہماک سے پڑھاتے اور وقت سے پہلے کلاس کبھی نہ چھوڑتے۔ کلاس سے باہر بھی طلبہ کی تربیت اور ان کے ذہن کو جلا دینے کا سامان پیدا کرتے رہتے۔ 'ہماری مائیں' گاؤں کی ان روایتی ماؤں کا خاکہ ہے جو فقط کسی ایک بچے سے نہیں، بلکہ گاؤں اور گلی محلے کے سارے بچوں سے اپنے بچے کا سا پیار کرتی ہیں۔ ایسے حقیقی کرداروں میں ماسی ولایتاں، ماں بھاگی، ماں سرداراں اور ماں مکھی وغیرہ شامل ہیں۔ لکھتے ہیں: ''تو یہ تھی ہماری مائیں، جنھوں نے ہمیں پالا پوسا، بڑا کیا اور انسان بنایا۔ آج ہمارے اندر انسانیت نام کی کوئی رمق، احترام اور عزت کے جذبے کا کوئی شائبہ اور محبت کے مادے کا کوئی ذرہ موجود ہے تو یہ صرف ان ہستیوں کی دین ہے''۔ ان خاکوں میں آپ بیتی کی جھلک بھی نمایاں ہے۔ پرانے وقتوں کی تصاویر بھی شاملِ کتاب ہیں۔

سعید اکرم صاحب نے یہ خاکے لکھ کر اپنے بقول: ''دل کے اوج فلک پر چمکنے والے ستاروں کو صفحۂ قرطاس پر اُتارا ہے'' (ص ۱۶)۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ''مجھے نشوونما دی اور اپنی محبتوں کی گود میں پال کر بڑا کیا''۔ (ص ۱۲۳)

لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم ملک کے بقول: ''انھوں نے اپنے محسنوں کی شخصیات کے نہایت ہی اعلیٰ خاکے کھینچ کر اپنی وفا اور اپنے قلم کا حق ادا کر دیا ہے''۔ طباعت و اشاعت، جلد بندی مناسب اور کاغذ عمدہ ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

نقوشِ زندگی (خودنوشت سوانح حیات)، مولانا محمد عبدالمعبود۔ ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ۔ صفحات: ۲۵۲۔ قیمت: درج نہیں۔

خودنوشت سوانح عمریوں کی روایت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔ معیاری سوانح عمری کے بارے میں متعدد آرا ملتی ہیں۔ مغربی ادبیات میں اس کے اصول و قواعد اور معیار کا پیمانہ مشرقی ادبیات سے مختلف ہے۔ تاہم آپ بیتی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کسی انسان کی زندگی کے تجربات، مشاہدات، محسوسات، نظریات اور عقائد کی ایک مربوط داستان ہوتی ہے جو خود اس